

حقوق طبع محفوظ کرنا اور ان کو فروخت کرنا

محترم جناب اعلیٰ حضرت مولانا حبیب اللہ مختار صاحب مدظلہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
امید ہے کہ بفضل تعالیٰ بخیریت ہوں گے، آپ سے ٹیلیفون پر رابطہ کی کوشش کر رہا تھا لیکن
ٹیلیفون مسلسل مصروف ملتا تھا۔ ابھی خط لکھنے بیٹھا ہوں کہ آپ سے ٹیلیفون پر بات ہو گئی۔ اس خط کے متن
کے بارے میں شاہد صاحب کو بھی عرض کر چکا ہوں، امید ہے کہ آپ توجہ فرمائیں گے۔ اس خط کا مقصد میرا
اس کے علاوہ درج ذیل ہے۔

۱۔ قرآن پاک (بغیر معنی یا تفسیر والے) کی طباعت اور اس کے حقوق محفوظ رکھنا۔

۲۔ دینی کتب کا ہدیہ اصل قیمت سے ۳ یا ۴ گنا زیادہ رکھنا۔

الف: جناب مولانا صاحب! میں نے بازار میں دیکھا ہے اور شاید آپ کے علم میں ہو کہ قرآن
پاک کو چھپوا کر بازار میں دیتے ہیں اور اس کا ہدیہ بہت زیادہ ہوتا ہے اور ساتھ میں حقوق محفوظ کرتے ہیں۔ یہ
کہاں تک مناسب ہے؟ کیونکہ ایک طرف تو اللہ پاک حکم فرماتے ہیں کہ میرے اس کلام کو پھیلاؤ اور ساتھ
میں اللہ پاک یہ فرماتے ہیں کہ اس کا اجر ان سے نہیں لینا بلکہ میں اس کا اجر دوں گا۔ کیا یہ اللہ پاک کے حکم کی
صریح خلاف ورزی تو نہیں۔ دوسرا حقوق محفوظ کرنے کے علاوہ ہدیہ بیچ والے کا ۵۰ روپے ہوتا ہے۔

”وما استلکم علیہ من اجر ان اجری الا علی رب العالمین“۔ (الشعراء: ۱۰۹)

”اور مانگتا نہیں میں تم سے اس پر کچھ بدلہ میرا بدلا ہے اسی پروردگار عالم پر“۔

ب: اسی طرح اگر حضرات معنی لکھتے ہیں یا دوسری زبانوں میں لکھتے ہیں اس کا بھی یہی حال

ہے کہ بہت زیادہ ہدیہ ہے جب کہ حکم اور احادیث مبارکہ میں صاف لکھا ہے کہ اس کو ساری دنیا میں پھیلاؤ۔
جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ آپ اگر روس میں جائیں گے یا چین یا ہالینڈ غرض امریکہ میں جائیں گے تو
معنی ان کی زبان میں ہوں گے۔ یہ تو حکم ہوا کہ آپ اس کو پھیلائیں اب وہاں بھی اتنا زیادہ معاوضہ لیتے

ہیں کہ یہ ہماری محنت ہے۔ اس بارے میں بھی بتائیں کہ کہاں تک جائز ہے؟

۲۔ دینی کتب کے بارے میں اور لطیفہ بھی ہے اور عجیب لطیفہ ہے کہ ۳۰ روپے لاگت والی کتاب کا ۷۰ یا ۸۰ روپے بدیہ رکھتے ہیں اور ظاہر ہے کہ کتاب کے خریدنے والے کو وہ ۷۰ یا ۸۰ روپے کم میں نہیں ملے گی۔ اگرچہ ناشر کتب فروش کو ۳۰ فیصد کمیشن بھی دے اور لکھنے والے کے حقوق بھی محفوظ ہیں اتنا نفع کچھ سمجھ نہیں آتا کہ ہم دین کو پھیلارہے ہیں یا اس کو محدود کر رہے ہیں کہ غریب طبقہ (جو کہ تعداد میں ۷۵ فیصد ہے) تو خریدے ہی نہیں۔ اور ہر ایک کی سنی سنائی بات پر عمل کرے۔ پھر فتویٰ یہ ہے کہ وہ خود ذمہ دار ہے، سمجھ نہیں آتی کہ یہ مسئلہ کیسے حل ہو۔

جیسا کہ آپ کو علم ہے کہ میں اپنی طرف سے کوشش کرتا ہوں لیکن یہ ساری چیزیں اس میں حائل ہوتی ہیں۔ آپ اس بارے میں ضرور میری رہنمائی فرمائیں کہ میں کیا کروں؟ میں چونکہ ایک دنیا دار آدمی ہوں مسائل کی بھی صحیح سمجھ نہیں رکھتا لیکن جب دیکھتا ہوں تو طبیعت پریشان ہوتی ہے کہ میں اللہ کو کیا جواب دوں گا۔ میں نے جو قرآن پاک میں جو پڑھا ہے وہاں بار بار یہ لکھا آیا ہے:

”يَقُومُ لَا اسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اجْرًا اِنْ اَجَرْتُمُوهُ اِلَّا عَلَى الَّذِي فَطَرَنِي

افلا تعقلون“ . (هود: ٥١)

اب اس کے علاوہ سورۃ المؤمنون کی آیت نمبر ۲۷ میں اللہ پاک نے فرمایا ہے:

”ام تسئلهم خرجا فخرج ربك خير وهو خير الرازقين“.

”یا تو ان سے مانگتا ہے محصول، سو محصول تیرے رب کا بہتر ہے اور وہ ہے بہتر روزی

دینے والا۔

یہ تو دینی سمجھ کی بات ہے امید ہے کہ آپ مجھے اس بارے میں ہدایت فرمائیں گے۔

اب میں آپ کی توجہ ذرا بیرون ممالک کی طرف دلوانا چاہتا ہوں وہاں میں نے دیکھا ہے کہ یہاں کا جو ہدیہ ہے جیسا کہ میں نے اوپر لکھا ہے کہ ۱۰ والا ۳۰ ہے۔ وہاں ۳۰ والا کم از کم ۶۰ تا ۹۰ ہوتا ہے یعنی ۲ سے ۳ گنا زیادہ۔ ۱۰ والی کتاب (جو کہ ناشر کو گھریڑتی ہے) وہاں ۹۰ روپے کی ہے۔

معارف القرآن (انگریزی) کے بارے میں چونکہ الحمد للہ دنیا میں یہ پہلی مکمل تفسیر ہے جو کہ الحمد للہ

انگریزی میں مکمل تفسیر ہے، آج تک جو بھی لکھی گئی ہیں چاہے پکتھال کا ترجمہ ہو۔ علامہ یوسف علی صاحب کا ہو یا علامہ مودودی صاحب کا ہو مقصد کسی کا بھی ہو اس میں تفسیر ایسی ہے کہ فٹ نوٹ لکھے ہیں۔ اگر یہ معارف القرآن رعایت سے رعایت میں دی جائے تو بہت زیادہ لوگ (جو کہ صرف انگریزی جانتے ہیں) مستفید ہوں گے۔ اس کا ہدیہ ۱۰ ہے۔ بیرون ملک جس کو جائے گی وہ ۲۵ سے کم میں فروخت نہیں کرے گا۔

آپ کو ایک اور مثال عرض کروں۔ معارف القرآن ۸ جلد اردو والا یو کے میں ۱۰ Slg - کم از کم ہدیہ ہے ہم نے وہاں ۱۸ سے ۲۰ میں دیا۔ ہم نے تھوڑے سے عرصے میں ۱۵۰۰ معارف القرآن سیٹ بھیجے۔ آپ یقین فرمائیں کہ وہاں طالب علموں نے اپنا اپنا سیٹ اتنی خوشی سے لے لیا (پہلے تین تین طلباء مشترکہ ایک سیٹ خریدتے تھے) اس سے آپ کو اندازہ ہوگا کہ وہاں قرآن پاک اور دینی کتب کی کتنی خواہش ہے۔

میں آپ سے مؤدبانہ ہاتھ جوڑ کر درخواست کرتا ہوں کہ دینی کاموں میں آپ میری رہنمائی فرمائیں۔ آپ کا مجھ پر بڑا احسان ہوگا۔

سائل: الطاف حسین برخوردار یہ

الجواب باسمہ تعالیٰ

استفتاء میں مذکورہ صورتہ مسئلہ کا عنوان ”حقوق طبع کا محفوظ کرنا اور ان کی کو فروخت کرنا“ ہے۔

حقوق طبع سے متعلق ابتداءً عرض یہ ہے کہ تصنیفات دو قسم کی ہیں:

ایک قسم جو خالصتاً دنیوی علوم و فنون سے متعلق ہیں۔

دوسری قسم میں وہ تصنیفات شامل ہیں جن میں خالصتاً دینی علوم مثلاً تفسیر، حدیث، فقہ اور اصلاحی

مضامین درج ہیں۔

استفتاء اسی قسم ثانی سے متعلق ہے لہذا جواب بھی اسی قسم کی کتابوں کے حقوق طبع سے متعلق ہے۔

حقوق طبع کو محفوظ یا ان کو فروخت کرنے سے متعلق اکثر علماء سابقین کی رائے عدم جواز ہے جب کہ معاصر علماء

میں سے اکثر کی رائے اس کے برعکس جواز کی ہے۔ ہمارا مقصود اس بحث میں الجھنا نہیں کہ حقوق طبع حقوق

مجردہ ہیں کہ ان کی بیع و شراء ناجائز ہو یا حقوق مقررہ میں سے تاکہ ان کی بیع و شراء کو جائز قرار دیا جائے۔

مجوزین کی نظر میں یہ حقوق مجرہ نہیں رہے خصوصاً جب کہ ان کو مروجہ حکومتی قوانین کے تحت رجسٹرڈ کرایا جائے تو یہ ایک حق مالی مقرر بن جاتا ہے، جس کا عوض حق سے دستبرداری اور فروخت کی صورت میں لینا جائز ہے (جیسا کہ مولانا محمد تقی عثمانی زید مجدہ نے اپنے ”فقیہی مقالات“ میں اس پر مفصل بحث کی ہے)۔ ہمارا مقصود اس مسئلہ کے ایک خاص پہلو کی طرف توجہ دلانا ہے۔ مجوزین کی نظر ان حقوق کے دنیوی مفادات کے پہلو کی طرف ہے اور اسی اعتبار سے ان حضرات نے قرآن پاک کی تفسیر، حدیث کی شرح اور کتب فتاویٰ جیسی خالصتاً دینی، تبلیغی اصلاحی کتب کو بھی دنیوی علوم و فنون اور مادی ایجادات میں شامل کر دیا۔ چنانچہ ان مجوزین کی صرف دو عبارات بلا تبصرہ ملاحظہ کے لئے پیش خدمت ہیں:

۱- ”علوم و فنون صنعت و حرفت کا سمندر جو انسان کی دماغی اور فکری قابلیت اور صلاحیت کے سامنے موجود ہے اس میں غوطہ لگا کر تحقیقی تصنیفات کرنا، سائنسی انکشافات اور فارمولے ایجاد کرنا مختلف کیفیت کی صنعتوں اور حرفتوں کا ایجاد کرنا وغیرہ کا حق ہر ایک کو حاصل ہے اب اگر کوئی شخص اپنی دماغی اور ذہنی صلاحیتوں کو کام میں لگا کر دن رات محنت کرتے ہوئے کوئی تحقیقی تصنیف کرے یا صنعتی، حرفتی یا سائنسی ایجاد کرتے ہوئے اس کو قابل قیمت بنادے تو اس نے علوم و فنون، صنعت و حرفت کے سمندر سے ایک حصہ کو علیحدہ کرتے ہوئے مفید اور متعین کر لیا تو اس کے منافع کی ملکیت اسی کی ہوگی“۔ (۱)

۲- ”پریس اور جدید طباعتی سہولیات اور صنعتی آلات کی ایجاد سے پہلے مسئلہ کی نوعیت بالکل مختلف تھی۔ پہلے جو لوگ علمی و تخلیقی کارنامے انجام دیتے تھے ان کا مقصد صرف خدمت خلق و افادہ عام ہوتا تھا اور اس سے کوئی خاص تجارتی غرض وابستہ نہیں ہوتی تھی (غیر خاص بھی وابستہ نہیں ہوتی تھی) پھر اس وقت موجودہ طباعتی و صنعتی سہولیات کے فقدان کی وجہ سے حق اشاعت و صنعت کے محفوظ کئے جانے کی کوئی صورت نہ تھی نہ اس کا کوئی فائدہ لیکن آج صورتحال بالکل دگرگوں ہے آج تخلیقی

(۱) جدید فقیہی مباحث - بیع حقوق - مقالہ مولانا محمد طیب الرحمن امیر شریعت آسام - ۳۷-۳۸- ط: ادارۃ القرآن کراچی

کارناموں کی مقصد جہاں اشاعت علم و حکمت ہے وہیں ان سے مالی مفادات و تجارتی

اغراض بھی وابستہ ہوتے ہیں۔ (۱)

حضرت مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ نے اس مسئلہ کی طرف توجہ دلائی ہے کہ حقوق طبع کو محفوظ کرنے کے

محرمات بھی محض مالی مفادات ہیں۔ چنانچہ حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں: (بحوالہ جواہر الفقہ)۔

”اور اگر غور سے دیکھا جائے تو دور حاضر کی عالمگیر بے چینی و اضطراب کہ اس

میں نہ کوئی فقیر و غریب مطمئن نظر آتا ہے نہ امیر و کبیر۔ اور تحصیل مال کے لئے ہزاروں

جائزہ اور ناجائز طریقے ہر روز ایجاد ہوتے ہیں اس کا بہت بڑا سبب یہ بھی ہے کہ شریعت

اسلامیہ نے جن ذرائع آمدنی کو وقف عام کیا تھا وہ عامۃ الناس کے حق مشترکہ تھے ان کو

سرمایہ پرست حکومتوں اور ان کے اعموان و انصار نے یا خود قبضہ کر لیا یا ان کو تجارت کی

منڈی بنا دیا کہ جو ان کو ٹیکس ادا کرے وہ اس کا مالک ہے۔“ (۲)

حضرت مفتی صاحب قدس سرہ کی عبارت کو پیش نظر رکھ کے سابقہ عبارات میں غور کریں کہ تفسیر،

حدیث، فقہ اور فتاویٰ وغیرہ خالصتاً دینی کتابوں کو دنیاوی مفادات اور سائنسی تحقیقات و ایجادات کے ساتھ

الحاق کر کے ان کو بھی حصول دنیا کا ذریعہ بنانے کی کوشش کی گئی ہے۔ اور بقول حضرت حسن بصری رحمہ اللہ

قلب عالم کو موت میں دھکیلنے کی کوشش کی گئی ہے، حضرت حسن بصری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ عالم کی سزا اس

کے دل کی موت ہے۔ پوچھا گیا دل کی موت کیا ہے؟ فرمایا، عمل آخرت سے طلب دنیا۔

تعلیم قرآن و امامت وغیرہ خالص دینی امور جن پر ظاہر اُردین کی بقاء موقوف ہے کے لئے حالات

کے تغیر کی وجہ سے بامر مجبوری متاخرین علماء احناف کی طرف سے جواز استیجار کے فتویٰ کو وجہ بنا کر تصنیفات کو

رائٹس کے نام سے اجارہ پر دینا اور فروخت کے جواز کو ثابت کرنا صحیح معلوم نہیں ہوتا۔ امامت وغیرہ ایسے امور

ہیں جن کی اقامت کے بغیر امر دین کا قوام کافی حد تک ناممکن ہے اور دین کے ضیاع کا خطرہ ہے لیکن

تصنیفات کے ذریعہ نئے نکات نکالنا یا کسی تعبیر کے ذریعہ سابقہ مضامین کی تسہیل ایسے امور نہیں کہ جن پر قوام

(۱) بحوالہ بالا - مقالہ مولانا رفیع المنان القاسمی - ۳۲۹/۳ - ط: ادارۃ القرآن -

(۲) جواہر الفقہ - حق تصنیف اور حق ایجاد کی شرعی حیثیت - ۳۳۷/۲ - ط: مکتبہ دارالعلوم کراچی

دین موقوف ہو۔ جیسا کہ تراویح پڑھانے اور ایصالِ ثواب کے لئے کی گئی قرآن خوانی پر اجرت لینے کو بوجہ غیر ضروری ہونے کے ناجائز قرار دیا گیا ہے۔

مصنف نے اپنی ذہنی صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے علمی سمندر میں غوطہ لگا کر موتی نکالنے کی جو سعیِ تبلیغ کی ہے اس کا مقصود رضاءِ الہی، دینِ حقہ کی اشاعت اور اوامر و نواہیِ الہیہ کی تبلیغ ہے تو حق تصنیف جتلا کر اس کی اشاعت بلا معاوضہ میں رکاوٹ کیوں بن رہا ہے۔ کتاب کی دینی، اصلاحی اور تبلیغی نوعیت کے اعتبار سے تصنیف کے حق سے زیادہ تمہین کی ذمہ داری مصنف پر عائد ہوتی ہے۔

اس کے لئے نہ شہادت حق کا کتمان جائز ہے اور نہ علمِ دین کے پھیلاؤ اور اصلاح کیلئے مفید بننے والی چیزوں میں رکاوٹ بن کر ”مناع للخیر“ کے زمرہ میں شامل ہونا جائز ہے۔

کسی مصنف کا شب و روز محنت شاقہ کر کے کسی تصنیف کو معرضِ وجود میں لانا اپنے لئے صدقہ جاریہ کرنا ہے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو دو سخا کا مرتبہ حاصل کرتے ہوئے روز قیامت اکیلے امت قائم مقام ہونا ہے اسی طرح عابد صائم النہار قائم اللیل کے مقابلہ میں کفِ فضلی علی ادناکم کے شرف کو حاصل کرنا ہے اور انبیاء علیہم السلام کی سنتِ مستمرہ ”وما اسئلكم علیہ من اجر ان اجرہ الا علی رب العالمین“ کا احیاء ہے۔

اس کے برعکس حق اشاعت کو محفوظ کر کے روکے رکھنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان ”مثل علم لا ینتفع بہ کمثل کنز لا ینفق منہ فی سبیل اللہ“ کے موجب ”والذین یکنزون الذہب والفضة ولا ینفقونها فی سبیل اللہ، فبشرهم بعذاب الیم“ کا مصداق بنتا ہے۔

دینی تصنیفات میں دنیا کو مقصود بنانے میں ”لم یجد عرف الجنة يوم القيامة“ اور ”اولئک لا خلاق لهم فی الاخرة“ کی وعیدات اور قرآنی مذمت ”یشترون بہ ثمنًا قليلًا“ کو بھی مد نظر رکھا جائے۔

وہ تاجر جس کا مٹح نظر ہی دنیا ہے وہ اگر اپنی دنیا کی محنت کا ثمرہ اور عوض دنیا میں ہی طلب کرتا ہے اور کتاب کی طباعت و اشاعت میں غیر معمولی اخراجات کر کے اس کو حسن ظاہر سے آراستہ کرتا ہے تو وہ اپنی اس محنت اور ظاہری آراستہ کرنے کا عوض طلب کر سکتا ہے۔ اور اس کے لئے طلب کرنا جائز تو ضرور ہے مگر

استحصال کی حد تک نہیں جیسا کہ آج کل عموماً کتاب کے اصل اخراجات سے کئی گنا زیادہ قیمت مقرر کی جاتی ہے۔ درمیانی تاجر کو بہت زیادہ نفع کا استحقاق دیا جاتا ہے لیکن اصل استفادہ کرنے والے قاری کے خونِ نچوڑنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ یہ غلاءِ ثمن، ثمنِ فاحش اور ضرورت مند طالبینِ علم پر ظلم و زیادتی ہے۔ تاجروں کو اس طرح کھلی زیادتی کرنے کی کسی طرح اجازت نہیں دی جاسکتی۔

حاصل کلام یہ ہے کہ دینی امور سے متعلق تصنیفات کو رائٹنگ کی صورت میں اجارہ پر دینا یا مصنف کا اس کے حق اشاعت کو محفوظ کرنا صحیح نہیں۔

۱- ”قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: اذا مات الانسان انقطع عنه عمله الا من ثلاثة الا من صدقة جارية او علم ينتفع به او ولد صالح يدعوله“ (۱)

۲- ”عن انس بن مالك رضى الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: هل تدرون من اجود جودا قالوا: الله ورسوله اعلم. قال الله تعالى: اجود جودا ثم انا اجود بنى آدم واجودهم من بعدى رجل علم علما فشهره ياتى يوم القيامة اميرا وحده او قال امة واحدة“ (۲)

۳- ”عن الحسن مرسل سنن رسول الله صلى الله عليه وسلم عن رجلين كانا في بنى اسرائيل احدهما كان عالما يصلى المكتوبة ثم يجلس فيعلم الناس الخير والاخر يصوم النهار ويقوم الليل ايهما افضل قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: فضل هذا العالم الذى يصلى المكتوبة ثم يجلس فيعلم الناس الخير على العابد الذى يصوم النهار ويقوم الليل كفضلى على ادناكم“ (۳)

(۱) مشکوٰۃ المصابيح - كتاب العلم - الفصل الاول - ۳۲/۱

(۲) المرجع السابق - الفصل الثالث - ۳۶/۱

(۳) المرجع السابق

۴- ”قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من تعلم علما مما

يبتغى به وجه الله لا يتعلمه الا ليصيب به عرضا من الدنيا لم يجد

عرف الجنة يوم القيامة يعنى ربحها“۔ (۱)

کتبہ

الجواب صحیح

محمد عبد المجید دین پوری

محمد عبدالسلام

بینات، جمادی الثانیہ ۱۴۱۸ھ